

سپریم کورٹ رپورٹس (2006) ایس یو پی پی-9 ایس سی آر

میسرز ایمپیریکا کنسٹرکشن

بنام

یونین آف انڈیا

20 نومبر 2006

(ڈاکٹر اے آر۔ لکشمین اور لکشمی کبیر، جسٹس صاحبان)

معاهدہ و معاہدے کی عمومی شرائط-شق 43(2)- کام کا معاہدہ- حکومت سے ضمانت وصولی کیلئے ٹھیکدار کی طرف سے کوئی دعویٰ نہیں سٹوفکیٹ پر دستخط کرنا۔ اس کے بعد ٹھیکدار اپنے قانونی واجبات کا دعویٰ کرتا ہے۔ اس کا حق رکھتا ہے: معاہدے کی عام شرائط کے تحت، ایک بار کام کی پیمائش ہونے کے بعد ٹھیکدار کی طرف سے کوئی دعویٰ سٹوفکیٹ جمع نہیں کیا جاتا ہے۔ کام ابھی مکمل ہونا باقی تھا اور آخر میں ناپا جانا تھا۔ ثالث کا موقف تھا کہ ٹھیکدار کی طرف سے جبر اور دباؤ کے تحت کوئی دعویٰ سٹوفکیٹ نہیں دیا گیا تھا۔ مزید برآں، مقررہ وقت پر بلوں کی ادائیگی کیلئے ڈسچارج سٹوفکیٹ پیشگی دیا جاتا ہے۔ شق 43(2) حتمی پیمائش کے بعد فضول دعوؤں کے خلاف تحفظ فراہم کرتا ہے۔ اس طرح، نوکلیم سٹوفکیٹ ٹھیکدار جمع کروانے کے بعد مزید دعویٰ کرنے سے باز نہیں آیا جو حقیقی تھا۔

اپیل کنندہ ٹھیکدار اور مدعا علیہ یونین آف انڈیا نے کام کا معاہدہ پر عمل درآمد کیا۔ ثالثی کے ذریعے تنازعات کے تصفیے کیلئے فراہم کردہ معاہدے کی عمومی شرائط اپیل کنندہ مقررہ وقت کے اندر کام مکمل کرنے سے قاصر تھا۔ مدعا علیہ نے اپیل کنندہ کی طرف سے جمع کرائے گئے چل رہے بلوں میں سے کچھ کٹوتی کی اور اپیل کنندہ کو پہلے سے کئے گئے کاموں کیلئے ادائیگی نہیں کی۔ اس نے اپیل کنندہ کے ضمانتی رقم کو واپس کرنے سے بھی انکار کر دیا جب تک کہ اپیل کنندہ معاہدے کی عمومی شرائط کی شق 43

(2) کے مطابق نادعویٰ سٹیفکیٹ جمع نہ کرے۔ کوئی دوسرا متبادل نہ ہونے کی وجہ سے، اپیل کنندہ نے ضمانتی رقم کی واپسی حاصل کرنے کیلئے نادعویٰ سٹیفکیٹ جمع کرایا۔ اس کے بعد، اپیل کنندہ نے مدعا علیہ سے معاہدے کے تحت واجب الادا رقم کا دعویٰ کیا۔ مدعا علیہ نے واجبات ادا نہیں کئے۔ اس کے بعد، اپیل کنندہ نے مدعا علیہ سے معاہدے کے تحت واجب الادا رقم کا دعویٰ کیا۔ جواب دہندہ نے واجبات ادا نہیں کیے۔ اس کے بعد اپیل کنندہ نے ثالثی کے اپنے دعووں کے حوالے اور ثالث کی تقرری کے لیے درخواست دائر کی۔ زیر التواء کے دوران، مدعا علیہ نے اپیل کنندہ کو ضمانتی رقم واپس کر دیا لیکن اپیل کنندہ نے احتجاج کے تحت وہی وصول کیا۔ واحد ثالث مقرر کیا گیا۔ ثالث نے مؤقف اختیار کیا کہ اپیل کنندہ نے اکراہ اور جبر کے تحت نادعویٰ سٹیفکیٹ پر دستخط کیے؛ تاہم، اس نے اس کے دعووں کی اجازت نہیں دی۔ ناراض جماعتوں نے انعام کو چیلنج کیا۔ عدالت عالیہ کے واحد جج نے انعام کو کالعدم قرار دیا اور ایک نیا ثالث مقرر کیا جس نے اپیل کنندہ کے دعووں کی اجازت دیتے ہوئے ایوارڈ پاس کیا۔ جواب دہندہ نے ایوارڈ کو چیلنج کیا۔ عدالت عالیہ کے واحد جج نے انعام کو کالعدم قرار دینے کی درخواست کو مسترد کر دیا۔ اس کے بعد مدعا علیہ نے اپیل دائر کی۔ عدالت عالیہ کے ڈویژن بنچ نے فیصلہ دیا کہ محض ایک بیان کے علاوہ، اس الزام کا کوئی ثبوت نہیں ہے کہ اپیل کنندہ کو جبر یا دباؤ کے تحت عدم اعتراض سٹیفکیٹ پر دستخط کرنے پر مجبور کیا گیا تھا؛ اور یہ کہ نادعویٰ سٹیفکیٹ جمع کرانے کے بعد، اپیل کنندہ کو مزید دعوے کرنے سے روک دیا گیا تھا۔ اس نے عدالت عالیہ کے واحد جج کے حکم اور ثالث کے ذریعے منظور کردہ انعام کو کالعدم قرار دے دیا۔ مدعا علیہ نے نظر ثانی کی درخواست دائر کی لیکن اسے مسترد کر دیا گیا۔ لہذا موجودہ اپیلیں۔

اپیلوں کی اجازت دیتے ہوئے عدالت نے

منعقد: شق 43(2) معاہدے کی عمومی شرائط کا اس بات کی نشاہدی کرتا ہے کہ ایک بار کام کی پیمائش ہونے کے بعد ٹھیکیدار کے ذریعہ کوئی دعویٰ سٹیفکیٹ جمع کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ فوری

معاملے میں، کام ابھی مکمل ہونا باقی تھا اور اس بات کی نشاندہی کرنے کے لیے کچھ بھی نہیں ہے کہ ٹھیکیدار کے ذریعے کیے گئے کاموں کی بالآخر پیمائش کی گئی تھی اور اسی کی بنیاد پر اپیل کنندہ کی طرف سے نو آنجیکشن سٹوفلیٹ جاری کیا گیا تھا۔ یہاں تک کہ پہلا ثالث، جسے مقرر کیا گیا تھا، اس نتیجے پر پہنچا تھا کہ جبر اور اکراہ کے تحت کوئی دعویٰ سٹوفلیٹ نہیں دیا گیا تھا۔ عدالت عالیہ کی ڈویژن پنچ پہلی بار اس نتیجے پر پہنچی کہ اس طرح کا نوکلیم سٹوفلیٹ جبر اور اکراہ کے تحت جمع نہیں کیا گیا تھا۔ (194- ڈی؛ 194- جی۔ ایچ؛ 195- اے۔ بی)

2-1۔ فریقین کی طرف سے کی گئی پیشکشوں سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ جب تک ڈسپارج سٹوفلیٹ پیشگی نہیں دیا جاتا، بلوں کی ادائیگی میں عام طور پر تاخیر ہوتی ہے۔ اگرچہ شق (2)43 کو معاہدے کی عمومی شرائط میں شامل کیا گیا ہے، لیکن اس کا مقصد حتمی پیمائش کے بعد فضول دعووں کے خلاف تحفظ ہے۔ یہ نہیں کہا جاسکتا کہ معاہدے میں ایسی شق کسی ٹھیکیدار کے لیے ایسے دعووں کو اٹھانے پر مکمل رکاوٹ ہوگی جو حقیقی ہیں، یہاں تک کہ اس طرح کے نا دعویٰ سٹوفلیٹ جمع کرنے کے بعد بھی۔ (195- بی۔ ڈی)

چیرمین اور ایم ڈی، این ٹی پی سی لمیٹڈ بنام ریشمی کنسٹرکشنز، بلڈرز اینڈ کنٹریکٹرز، (2004) 2 ایس سی سی 663، پر انحصار کیا۔

3-1۔ فوری معاملے میں، اپیل کنندہ کے پاس ایک حقیقی دعویٰ بھی ہے جس پر ثالث نے بہت تفصیل سے غور کیا تھا جو کوئی اور نہیں بلکہ مدعا علیہ ریلوے کے وکیل تھے۔ معاہدے کی عمومی شرائط کی شق (2)43 اور اپیل کنندہ کی طرف سے نا دعویٰ سٹوفلیٹ جمع کرانے کے باوجود، اپیل کنندہ معاہدے کے تحت حوالہ کا دعویٰ کرنے کا حقدار تھا اور عدالت عالیہ کی ڈویژن پنچ دوسری صورت میں دعویٰ کرنے میں۔ (195- ڈی۔ ایف)

پی کے رامیا اینڈ کمپنی بنام چیرمین اور ایم ڈی، نیشنل تھرمل پاور کارپوریشن، (1994) ضمیمہ
3 ایس سی سی 126، کا حوالہ دیا گیا۔

اپیلیٹ دیوانی کا دائرہ اختیار فیصلہ: 2006 کی دیوانی اپیل نمبر 5093۔

2004 کے جی اے نمبر 1265 میں کلکتہ عدالت عالیہ کے مورخہ 23.9.2004 کے فیصلے اور
حکم سے۔

کے ساتھ

2006 کا سی۔ اے۔ نمبر 5097۔

اپیل کنندہ کے لیے راج کمار مہتا اور سمن کمریٹی۔

مدعا علیہ کی طرف سے ٹی ایس ڈوبیا، کرن بھاردواج، محترمہ شلپا سنگھ، ڈی ایس مہرا اور بی کرشنا
پرساد۔

عدالت کا فیصلہ اس کے ذریعے دیا گیا

الٹماس کبیر، جسٹس تاخیر کو ایس ایل پی (سی) نمبر 19237/2005 میں معاف کر دیا گیا۔

دونوں خصوصی رخصت کی درخواستوں میں دی گئی اجازت، جنہیں نمٹانے کے لیے ایک ساتھ لیا گیا ہے، چونکہ 2005 کی ایس ایل پی (سی) نمبر 19237 کو مرکزی فیصلے اور 16 مارچ 2004 کے حکم کے خلاف ہدایت دی گئی ہے، جسے کلکتہ عدالت عالیہ نے یونین آف بھارت کی اپیل کی اجازت دی ہے اور 2005 کی ایس ایل پی (سی) نمبر 2753 مرکزی فیصلے کے سلسلے میں نظر ثانی درخواست پر مذکورہ عدالت عالیہ کے ذریعے 23 ستمبر 2004 کو منظور کیے گئے حکم سے پیدا ہوتا ہے۔

مدعا علیہ کی طرف سے منچیشور کمپلیکس میں کچھ نئے کاموں، اضافے، تبدیلی، مرمت اور دیکھ بھال کے کاموں کے لیے جاری کردہ ٹنڈرنوٹس کے مطابق، اپیل کنندہ نے 2 ستمبر 1992 کو اپنا ٹینڈر جمع کرایا۔ اپیل کنندہ کے ٹینڈر کو 14 ستمبر 1992 کے ایک خط کے ذریعے اس شرط کے ساتھ باضابطہ طور پر قبول کر لیا گیا تھا کہ کام ہر لحاظ سے 30 جون 1993 تک مکمل ہونا تھا۔ یہ بھی اشارہ دیا گیا تھا کہ قبولیت خط موصول ہونے کی تاریخ سے 7 دن کے اندر ورک آرڈر جاری کیے جائیں گے۔ فریقین کے درمیان 4 مارچ 1993 کو ایک باضابطہ معاہدہ عمل میں لایا گیا تھا اور مذکورہ معاہدے میں کیا گیا تھا کہ معاہدے پر جنوب مشرقی ریلوے کے معاہدے کی عمومی شرائط اور معیاری وضاحتیں لاگو ہوں گی۔ معاہدے کی عمومی شرائط کی شق 63 ثالثی کے ذریعے تنازعات کے حل کیلئے فراہم کرتی ہے۔

جیسا کہ ریکارڈ پر موجود مواد سے ظاہر ہوتا ہے، یہاں اپیل کنندہ مقررہ وقت کے اندر کام مکمل کرنے سے قاصر تھا اور اسی کے مطابق اس نے 30 ستمبر 1993 تک تین ماہ کی توسیع کے لیے درخواست دی۔ یہ اپیل کنندہ کا معاملہ ہے کہ چونکہ اسے مذکورہ درخواست پر فیصلے کے بارے میں مطلع نہیں کیا گیا تھا، لہذا اپیل کنندہ کو بے کار مزدوری اور اضافی عملے کی وجہ سے بہت زیادہ نقصان اٹھانا پڑا۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ بالآخر اپیل کنندہ کی درخواست کو مسترد کر دیا گیا تھا اور اپیل کنندہ کی طرف سے جمع کرائے گئے رنگ بلوں سے کچھ کٹوتی کی گئی تھی اور درحقیقت اپیل کنندہ کی طرف سے پہلے سے کیے گئے کاموں کی ادائیگی بھی نہیں کی گئی تھی۔ اپیل کنندہ کے مطابق، مدعا علیہ نے اپیل کنندہ معاہدے کی

عمومی شرائط کی شق 43(2) کے مطابق نادعوئی سٹوفلیٹ جمع نہ کرے۔ کوئی دوسرا متبادل نہ ہونے کی وجہ سے اور بیکار مزدوری اور اضافی عملے کے اخراجات کی وجہ سے بہت زیادہ نقصان اٹھانے کی وجہ سے، اپیل کنندہ نے کم از کم اپنے ضمانتی رقم کی واپسی حاصل کرنے کے لیے نادعوئی سٹوفلیٹ پیش کیا۔

17 جنوری 1996 کو لکھے گئے ایک خط کے ذریعے، اپیل کنندہ نے مدعا علیہ سے کہا کہ وہ معاہدے کے تحت مدعا علیہ کی طرف سے مدعا علیہ کو ادا کیے جانے والے 8,73,168 روپے اور 1,31,642 روپے کی ادائیگی کرے، جس میں ناکام ہونے پر مدعا علیہ سے درخواست کی گئی کہ وہ فریقین کے درمیان پیدا ہونے والے تنازعات کے عدالتی فیصلہ لیے ثالث کا تقرر کرے۔ مدعا علیہ کی واجبات کی ادائیگی، جیسا کہ مطالبہ کیا گیا، یا ثالث مقرر کرنے میں ناکامی کے پیش نظر، اپیل کنندہ نے ثالثی اور مصالحت ایکٹ، 1996 (جسے اس کے بعد 1996 "ایکٹ" کہا جاتا ہے) کی دفعہ 11 کے تحت کلکتہ عدالت عالیہ کے سامنے درخواست دائر کی تاکہ ثالثی اور ثالث کی تقرری کے لیے اس کے 17 جنوری 1996 کے خط کے لحاظ سے اپنے دعووں کا حوالہ دیا جاسکے۔ مدعا علیہ کی طرف سے مذکورہ درخواست پر کوئی جواب دائر نہیں کیا گیا تھا لیکن اس کے زیر التواء ہونے کے دوران، مدعا علیہ نے اپیل گزار کو 79,000 روپے کا ضمانتی رقم واپس کر دیا۔ احتجاج کے تحت اپیل کنندہ کو بھی یہی موصول ہوا۔

چونکہ مدعا علیہ کی طرف سے 1996 کے ایکٹ کی دفعہ 11 کے تحت اپیل کنندہ کی درخواست پر یا ضمانتی رقم وصول کرنے کے وقت اپیل کنندہ کی طرف سے نادعوئی سٹوفلیٹ جمع کرنے کے حوالے سے کوئی اعتراض نہیں کیا گیا تھا، کلکتہ عدالت عالیہ کے فاضل واحد جج نے 20 فروری 1998 کے اپنے حکم نامے کے ذریعے اس معاملے کو تنازعات کے عدالتی فیصلہ لیے ثالث کا نام دینے کے لیے معزز چیف جج کے سامنے رکھنے کی ہدایت کی۔ 12 مارچ 1998 کو چیف جج نے فریقین کے درمیان تنازعات کو دیکھنے کے لیے شری سہرت باغی کو واحد ثالث مقرر کیا۔ ثالث اس نتیجے پر پہنچا کہ نادعوئی سٹوفلیٹ پر اپیل کنندہ نے اکراہ اور جبر کے تحت دستخط کیے تھے لیکن اپیل کنندہ کے مختلف دعووں کو مسترد کر دیا جس کی رقم 10 لاکھ

روپیہ تھی۔ تاہم، ثالث نے اپیل کنندہ کو لاگت کے طور پر 1,03,000 روپے کی رقم دی۔

دونوں فریق مذکورہ بالا ایوارڈ سے ناراض تھے اور انہوں نے اسے الگ کرنے کے لیے الگ الگ درخواستیں دائر کیں۔ بالآخر، فریقین کی رضامندی سے، کلکتہ عدالت عالیہ کے فاضل واحد جج نے 31 جنوری 2000 کے اپنے حکم سے شری سہرت باغی کے ذریعے دیے گئے ایوارڈ کو کالعدم قرار دے دیا اور رضامندی سے اس معاملے میں یونین آف بھارت کی طرف سے پیش ہونے والے وکیل شری جی سی لا کو واحد ثالث کے طور پر مقرر کیا۔

25 مئی 2001 کو شری لا نے اپیل کنندہ کے دعووں کی اجازت دیتے ہوئے اپنا ایوارڈ شائع کیا۔ مذکورہ ایوارڈ کو مدعا علیہ نے 1996 کے ایکٹ کے دفعہ 34 کے تحت کلکتہ عدالت عالیہ کے فاضل واحد جج کے سامنے چیلنج کیا گیا تھا، جو 2001 کا اے پی نمبر 193 تھا۔ یونین آف انڈیا کی جانب سے اس بات پر زور دیا گیا کہ ثالث نے معاہدے کی عمومی شرائط اور خاص طور پر قواعد 43(2) اور 16(2) پر غور نہیں کیا۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ واحد جج کا خیال تھا کہ 1996 کے ایکٹ کی دفعہ 11 کے تحت کارروائی میں حصہ لینے اور اپیل کنندہ کی طرف سے نادعوئی سٹیفکیٹ جمع کرانے کے باوجود ثالث کی تقرری پر کوئی اعتراض نہ ہونے کی وجہ سے، ایوارڈ کسی مداخلت کی ضمانت نہیں دیتا۔ معروف واحد جج کے مطابق معاملات کا فیصلہ ثالث نے کیا تھا اور چونکہ عدالت ایوارڈ پر عرضی میں نہیں بیٹھی تھی، اس لیے وہ ثالث کی طرف سے دی گئی وجوہات کی معقولیت میں داخل نہیں ہو سکی۔ فاضل واحد جج نے مذکورہ بالا مشاہدات کے ساتھ ایوارڈ کو کالعدم قرار دینے کی درخواست کو مسترد کر دیا۔

یہ معاملہ یونین آف انڈیا کی طرف سے 2004 کے اے پی او نمبر 212 میں 1996 کے ایکٹ کی دفعہ 37 کے تحت اپیل میں لیا گیا تھا۔ اپیل کنندہ کی طرف سے پیش کردہ نادعوئی سٹیفکیٹ کا نوٹس لیتے ہوئے، معاہدے کی عمومی شرائط کی شق 43(2) کی روشنی میں، ڈویژن بنچ اس نتیجے پر پہنچا کہ

محض ایک بیان کے علاوہ، اس الزام کا کوئی ثبوت نہیں ہے۔ کہ یہاں اپیل کنندہ کو جبر یا دباؤ کے تحت اس طرح کے سٹیفکیٹ پر دستخط کرنے پر مجبور کیا گیا تھا۔ ڈویژن بنچ نے مشاہدہ کیا کہ ثالث کی طرف سے اس طرح کا کوئی نتیجہ نہیں نکلا ہے۔ اس طرح کے نتیجے پر ڈویژن بنچ نے عرضی، اور 1996 کے ایکٹ کی دفعہ 34 کے تحت درخواست کی بھی اجازت دی۔ نتیجتاً فاضل واحد جج کا متنازعہ حکم اور فاضل ثالث کی طرف سے منظور کردہ ایوارڈ دونوں کو کالعدم قرار دے دیا گیا۔

جیسا کہ یہاں پہلے اشارہ کیا گیا ہے، 2005 کے ایس ایل پی (سی) نمبر 19237 کو کلکتہ عدالت عالیہ کے ڈویژن بینچ کے مذکورہ فیصلے اور حکم کے خلاف ہدایت دی گئی ہے۔

یونین آف بھارت نے 16 مارچ 2004 کے مذکورہ فیصلے پر نظر ثانی کے لیے 2005 کا جی اے نمبر 1265 ہونے کے ناطے ایک نظر ثانی درخواست دائر کی لیکن اسے بھی 23 ستمبر 2004 کو مسترد کر دیا گیا۔ 2005 کے ایس ایل پی (ج) نمبر 2753 کو نظر ثانی پر منظور کردہ حکم کے خلاف ہدایت دی گئی ہے۔

دونوں عرضیوں کی حمایت میں پیش ہوتے ہوئے، وکیل راج کمار مہتا نے استدعا کی کہ کلکتہ عدالت عالیہ کے ڈویژن بنچ کو یونین آف انڈیا کی طرف سے دائر عرضی کی اجازت دینے کیلئے صرف اس بنیاد پر راضی کیا گیا ہے کہ یہاں عرضی کنندہ نادعویٰ سٹیفکیٹ پیش کر کے اب معاہدے کی عمومی شرائط کی شق 43(2) کے حوالے سے کوئی دعویٰ کرنے کا حقدار نہیں ہے۔ مسٹر مہتا نے یہ بھی پیش کیا کہ ڈویژن بنچ نے غلط فیصلہ دیا ہے کہ ان الزامات کی حمایت میں کوئی ثبوت نہیں ہے کہ اپیل کنندہ نے جبر اور اکراہ کے تحت اس طرح کا نااعتراض سٹیفکیٹ پیش کیا تھا۔ اس بات پر زور دیا گیا کہ ریکارڈ پر اس بات کی نشاندہی کرنے کے لیے کافی مواد موجود ہیں کہ مدعا علیہ کے حکام اپیل کنندہ کو اس کے منصفانہ واجبات سے انکار کرنے پر آمادہ تھے، اور دوسری طرف، انہوں نے کچھ ایسی رقوم کاٹ لی تھیں جو اپیل کنندہ کے ذریعے جمع

کرائے گئے چلتے ہوئے بلوں کی وجہ سے واجب الادا اور قابل ادائیگی تھیں۔ یہ بھی پیش کیا گیا کہ فاضل ثالث کے ساتھ ساتھ فاضل واحد جج کے سامنے بھی ایک مقدمہ بنایا گیا تھا کہ اپیل کنندہ کو حالات کی وجہ سے نا اعتراض سٹوفلیٹ جمع کرنے پر مجبور کیا گیا تھا جس کے بغیر ریلوے کی طرف سے قانونی واجبات کی بھی ادائیگی نہیں کی جاتی ہے۔ اس بات پر زور دیا گیا کہ کسی بھی ادائیگی سے پہلے ڈسپارج رسیدیں دینا ایک عام رواج ہے اور اپیل کنندہ نے مجبور کن حالات میں صرف اس طرح کے عمل کی پیروی کی تھی تاکہ اس کے ضمانتی رقم کی وصولی کی جاسکے جو اسے ادا نہیں کیا جا رہا تھا۔

مسٹر مہتا نے یہ بھی زور دیا کہ پی کے رامیا اینڈ کمپنی بنام چیئر مین اور ایم ڈی، نیشنل تھرمل پاور کارپوریشن۔ (1994) ضمیمہ 3 ایس سی سی 126۔ کے معاملے میں اس عدالت کے فیصلے پر ڈویژن بنچ کی طرف سے غلط انحصار کیا گیا تھا۔ مسٹر مہتا کے مطابق دوسری طرف ڈویژن بنچ کو پرانی کہاوت "نسیڈ ٹاس نان ہیبیٹ لچیم" کو مد نظر رکھنا چاہیے جس کا مطلب ہے کہ ضرورت کوئی قانون نہیں جانتی۔ مسٹر مہتا کے مطابق یہ ضرورت سے باہر تھا، یعنی اس کے ضمانتی رقم کی وصولی کے لیے کہ اپیل کنندہ کی طرف سے کوئی دعویٰ سٹوفلیٹ جمع نہیں کیا گیا تھا اور اسے اپیل کنندہ کے خلاف اپنے قانونی فرائض کے سلسلے میں دعوے اٹھانے کے لیے رکاوٹ کے طور پر نہیں مانا جانا چاہیے۔

مذکورہ بالا عرضیوں کی حمایت میں، مسٹر مہتا نے چیئر مین اور ایم ڈی، این ٹی پی سی لمیٹڈ بنام ریشمی کنسٹرکشنز، بلڈرز اینڈ کنٹریکٹرز (2004) 2 ایس سی سی 663 میں اس عدالت کے فیصلے کا حوالہ دیا اور اس پر بھروسہ کیا۔ جس میں مذکورہ بالا اصول کی وضاحت کی گئی تھی اور اسی طرح کی صورت حال پر لاگو کیا گیا تھا جہاں فیصلے کے لیے یہ سوال پیدا ہوا تھا کہ آیا معاہدے کے معاہدے میں ثالثی کی شق اس کے مطلوبہ اطمینان کے باوجود برقرار ہے یا نہیں۔ یہ عدالت اس موضوع پر مختلف فیصلوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے، بشمول پی کے رامیا کے کیس (اوپر) کے فیصلے پر، اس نتیجے پر پہنچی کہ نوڈیمانڈ سٹوفلیٹ جمع کرانے کے باوجود، ثالثی کا معاہدہ فیصلے میں اشارہ کردہ متعدد وجوہات کی وجہ سے برقرار رہا۔ مذکورہ فیصلے میں ظاہر

کردہ حالات کو مد نظر رکھتے ہوئے، مسٹر مہتا نے پیش کیا کہ کلکتہ عدالت عالیہ کے ڈویژن بینچ نے معاہدے کی عمومی شرائط کی شق 43(2) اور اپیل کنندہ کی طرف سے پیش کردہ نادعویٰ سٹیفکیٹ پر مکمل طور پر انحصار کرنے میں غلطی کی ہے۔ اس نتیجے پر پہنچنے میں کہ ثالثی میں تعین کیلئے مزید کوئی تنازعہ موجود نہیں ہے اور عرضی کے تحت فیصلے اور احکامات کو کالعدم قرار دیا جاسکتا۔

یونین آف انڈیا کی طرف سے پیش ہوئے فاضل وکیل دوایا نے کلکتہ عدالت عالیہ کے ڈویژن بینچ کے فیصلے کی حمایت کی، خاص طور پر معاہدے کی عمومی شرائط کی شق 43(2) کے حوالے سے۔ انہوں نے ڈویژن بینچ کے نتائج کا اعادہ کیا کہ نادعویٰ سٹیفکیٹ جمع کرانے کے بعد، عرضی کنندہ کو مزید دعوے کرنے سے روک دیا گیا تھا اور فاضل ثالث نے مذکورہ چق میں موجود ممانعت کے باوجود اس طرح کے دعوے کی اجازت دینے میں بڑی غلطی کی تھی۔

چونکہ ہم سے مطالبہ کیا جاتا ہے کہ موجودہ عرضیوں کے موضوع جے حوالے سے معاہدے کی عمومی شرائط کی شق 43(2) کی افادیت پر غور کریں، اسی طرح ذیل میں بیان کیا گیا ہے:

“43(2) ”کوئی دعویٰ نہیں“ سٹیفکیٹ پر دستخط کرنا۔ ٹھیکیدار اس معاہدے کے تحت یا اس کی وجہ سے یا اس سے پیدا ہونے والے ریلوے کے خلاف کوئی دعویٰ کرنے کا حقدار نہیں ہوگا، اور نہ ہی ریلوے ایسے کسی دعوے کو قبول کرے گا یا اس پر غور کرے گا، اگر ٹھیکیدار نے ریلوے کے حق میں ”کوئی دعویٰ نہیں“ سٹیفکیٹ پر دستخط کرنے کے بعد، اس فارم میں جس کی ریلوے کو ضرورت ہوگی، آخر کار کاموں کی پیمائش کے بعد۔ ٹھیکیدار کو ”نادعویٰ سٹیفکیٹ“ کے تحت آنے والی اشیاء کی درستگی پر اختلاف کرنے یا اس کے سلسلے میں ثالثی کے حوالے کا مطالبہ کرنے سے روک دیا جائے گا۔

مذکورہ شق پر ایک نظر فوری طور پر اس بات کی نشاندہی کرے گی کہ ایک بار کام کی پیمائش ہو جانے

کے بعد ٹھیکیدار کے ذریعے نادعوئی سٹوفکیٹ جمع کرانے کی ضرورت ہے۔ فوری معاملے میں کام ابھی مکمل ہونا باقی تھا اور اس بات کی نشاندہی کرنے کے لیے کچھ بھی نہیں ہے کہ ٹھیکیدار کے ذریعے کیے گئے کاموں کی بالآخر پیمائش کی گئی تھی اور اسی کی بنیاد پر اپیل کنندہ کی طرف سے نااعتراض سٹوفکیٹ جاری کیا گیا تھا۔

دوسری طرف، یہاں تک کہ پہلا ثالث، جسے مقرر کیا گیا تھا، اس نتیجے پر پہنچا تھا کہ جبر اور اکراہ کے تحت کوئی دعویٰ سٹوفکیٹ نہیں دیا گیا تھا۔ یہ کلکتہ عدالت عالیہ کی ڈویژن بنچ ہے جو پہلی بار اس نتیجے پر پہنچی کہ اس طرح کا نادعوئی سٹوفکیٹ جبر اور اکراہ کے تحت جمع نہیں کیا گیا تھا۔

متعلقہ فریقین کی جانب سے اور خاص طور پر اپیل کنندہ کی جانب سے کی گئی عرضیوں سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ جب تک ڈسپارج سٹوفکیٹ پیشگی نہیں دیا جاتا، بلوں کی ادائیگی میں عام طور پر تاخیر ہوتی ہے۔ اگرچہ شق 43(2) کو معاہدے کی عمومی شرائط میں شامل کیا گیا ہے، لیکن اس کا مقصد حتمی پیمائش کے بعد فضول دعوؤں کے خلاف تحفظ ہے۔ ریشمی کنسٹرکشنز (اوپر) کے معاملے میں فیصلے کو مد نظر رکھتے ہوئے، اب یہ نہیں کہا جاسکتا ہے کہ معاہدے میں ایسی شق ٹھیکیدار کے لیے ایسے دعوؤں کو اٹھانے کے لیے مطلق رکاوٹ ہوگی جو حقیقی ہیں، اس طرح کے نادعوئی سٹوفکیٹ جمع کرنے کے بعد بھی۔

ہمیں ریکارڈ پر موجود مواد سے یقین ہے کہ فوری معاملے میں اپیل کنندہ کا بھی ایک حقیقی دعویٰ ہے جس پر ثالث نے بہت تفصیل سے غور کیا تھا جو مدعا علیہ ریلوے کے وکیل کے علاوہ کوئی اور نہیں تھا۔

ایسے حالات میں ہم یہ ماننا چاہتے ہیں کہ معاہدے کی عمومی شرائط کی شق 43(2) اور اپیل کنندہ کی طرف سے کوئی دعویٰ نہیں سٹوفکیٹ جمع کرانے کے باوجود، اپیل کنندہ معاہدے کے تحت حوالہ کا دعویٰ کرنے کا حقدار تھا اور کلکتہ عدالت عالیہ کی ڈویژن بنچ دوسری صورت میں انعقاد کرنے میں غلط تھی۔

اسی کے مطابق عرضیوں کی اجازت ہے۔ دونوں عرضیوں میں متنازعہ فیصلے دونوں کو کالعدم قرار دیا گیا ہے۔

تاہم اخراجات کے حوالے سے کوئی حکم نہیں ہوگا۔

این جے
عرضیوں کی اجازت ہے۔

